بچوں کی ہراسگی کے اسباب اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کا حل

Child AbuseEvents, Effects, Causes & Preventive measures in the Light of Islamic Teachings

ڈاکٹر حشمت علی صافی [1] ڈاکٹر عبدالحق [2]

Abstract

There are many types of social problems. Some are internationally common, and some are local, some have ancient roots, and some are the trends of this age and era. This study/ research tries to address an ever growing common and international social problem of CHILD ABUSE that has roots dated back to the ancient times.

The study/ research will be trying to highlight and assess the current situation of Child abuse not only according to the available facts and figures but stretch to collect data from some of the real-life victims and incidents.

In the light of the useful information the research will try to establish the after effects of CHILD ABUSE on the victim and on the whole community/ society at large.

The research will try to dig out the deep roots and causes that are the prelude for the child abuse.

The most important and the most Interesting part of the research will be the presentation of the shining commandments and teachings of the repository of knowledge from the Islamic sources of Information i.e. Al Qur'an, Hadith and Islamic Jurisprudence about the topic. The research will try to suggest the preventive measure for the CHILD ABUSE in the light of these Islamic teachings to overturn the bad impacts of this mean social problem.

The research will try to conclude the topic by presenting the society with the solutions to tackle this social evil with the everlasting and evergreen teachings of Islam

Keyword: Child Abuse, causes, prevention.

کوئی بھی معاشرہ اُس وقت تک سکون کا سانس نہیں لے سکتا جب تک اُس معاشرے میں رہنے والے افراد کی جان، مال، عزت وآبرو محفوظ نہ ہو، تاہم یہ ضروری ہے کہ معاشرے کو پُرامن بنانے کے لیے ہر قسم کی خرابیوں اور برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے اور کسی بھی برائی کی جڑوں کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسباب کا کھوج لگایا جائے اور اسباب کی پشت پر کارفرما محرکات کے ادراک کے نتیجے میں ٹھوس حکمت عملی تشکیل دی جائے۔ اس سلسلے میں انفرادی واجتماعی بیداری کو بھی خاطر میں لایا جائے اور قانونی چارہ جوئی کو بھی متحرک اور فعال کیا جائے تاکہ جرائم کا سدباب ہو اور معاشرہ سکون کا سانس لے سکے۔

---

[۱] ۔اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، قرطبہ یونیورسٹی، پشاور

[۲] ۔اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی شیر انگل اپر دیر

گزشتہ کئی سالوں کے دوران پاکستان میں بچوں کی ہراسگی کے واقعات میں مسلسل اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے، جبکہ پچھلے دو سالوں میں ان واقعات نے ہر شخص کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ بحیثیت سکالر میں ان واقعات کے اسباب اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کے حل کے لیے اپنی تجاویز پیش کرتا ہوں۔

بلاشبہ پاکستان جنسی درندگی کے سلسلے میں امریکہ اور یورپ میں برپا جنسی درندگی کے سیلاب سے ہزاروں میل دور کھڑا ہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پاکستانی معاشرے کی اخلاقی حالت خراب ہے اور مزید خراب ہو رہی ہے۔ پچھلے سال کی رپورٹ میں جو اعداد و شمار جاری کیے گئے تھے، وہ کم تشویشناک نہیں ہیں۔اس رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال ۲۰۱۷ء کے دوران پاکستان میں بچوں کے اغوا کے مجموعی طور پر 1039 واقعات سامنے آئے تھے۔ گزشتہ برس ملک میں کم سن بچیوں سے لے کر نابالغ لڑکیوں تک کے ریپ کے کل 467 واقعات ریکارڈ کیے گئے تھے، جبکہ لڑکوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے بھی 366 واقعات سامنے آئے۔اس کے علاوہ 200 سے زائد واقعات میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی کوششیں کی گئی۔علاوہ ازیں لڑکوں کے ساتھ اجتماعی جنسی زیادتی کے 180 اور لڑکیوں کے ساتھ اجتماعی جنسی زیادتی کے 158 واقعات بھی پولیس کو رپورٹ کیے گئے۔رواں برس کے پہلے چھ ماہ میں ملک بھر میں 2322 بچے جنسی تشدد کا نشانہ بنے۔ گزشتہ برسوں کے مقابلے میں یہ تعداد 32 فیصد زیادہ ہے۔اس رپورٹ کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں قریب 12 بچے یومیہ کے اعتبار سے جنسی تشدد کا نشانہ بن رہے ہیں۔اس بگڑتی ہوئی حالت کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

بچوں کی ہراسگی کے اسباب سے پہلے بچوں کے ہراسگی کا تعارف اور طرقِ ہراسگی پر مختصر گذارشات پیش کی جاتی ہے

بچوں کی ہراسگی کا تعارف [Introduction to child Harassment]

بچوں کی ہراسگی ایک جامع اصطلاح ہے جس میں بچوں کا ہر قسم کا استحصال شامل ہے۔ عموماً استحصال سے وہ سارے کام مراد لیے جاسکتے ہیں، جن کے کرنے سے بچوں کو حقیقی یا کوئی امکانی خطرہ ہو سکتا ہے۔عالمی ادارہ صحت نے بچوں کی ہراسگی کی مندرجہ ذیل تعریف کی ہے۔

> *Child abuse or maltreatment constitutes all forms of physical and/or emotional ill-treatment, sexual abuse, neglect or negligent treatment or commercial or other exploitation, resulting in actual or potential harm to the child's health, survival, development or dignity in the context of a relationship of responsibility, trust or power.*[1]

ہر قسم کی جسمانی یا جذباتی بد معاملگی، جنسی استحصال، نظر انداز کرنا یا تجارتی اور دیگر استحصال، جس کی وجہ سے حقیقی یا امکانی نقصان کسی بچے کی صحت، پرورش اور ترقی یا وقار کو ہوتا ہے، جو کسی رشتے داری، ذمے داری، بھروسا یا زور آوری میں ہوتا ہے۔

طرقِ ہراسگی [Ways of Harassment]

1-ذہنی خوف [Mentally Torture]

ذہنی خوف یہ ہے کہ جب کوئی ایک شخص اپنے الفاظ یا غصے کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو تکلیف پہنچاتا ہے یا اس کو زیر گرفت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔اسے نفسیاتی استحصال بھی کہتے ہیں۔ بچوں کو ذہنی طور پر ہراساں کرنے کے حوالے سے ہمیں کئی تعریفیں ملتی ہیں۔

- 2013ء میں امیریکن سائیکولوجیکل ایسوسی ایشن (اے پی اے) نے بچوں کے نفسیاتی استحصال کی تعریف ڈی ایس ایم (The Essential Companion of the Diagnostic and Statistical Manual of Mental Disorder 5th Edition) میں شامل کی، جس میں اسے "والدین یا سرپرست کے غیر اتفاقی لفظی یا علامتی اعمال ہیں جن کے نتیجے میں بچے کو نفسیاتی نقصان پہنچ سکتا ہے[2]۔
- 1995ء میں اے پی ایس اے سی نے یہ تعریف پیش کی کہ: ٹھکرانا، دھمکانا، تنہا چھوڑنا، بگاڑنا، جذباتی جواب دہی کی نفی جو بچوں کو یہ پیام دیتے ہیں کہ وہ بے قیمت، بگڑے ہوئے، غیر محبوب، غیر مطلوب، خطرے میں یا صرف اتنی قدر کے حامل ہیں جو دوسروں کے کام آسکیں۔[3]
- کچھ نے اس کی تعریف بچوں کی بڑھت کے دوران نفسیاتی اور سماجی نقائص کے تیار کرنے پر مرکوز کی ہے جو ایسے رویوں کا نتیجہ ہو جیسے کہ چیخنا، سخت لب و لہجہ اور بے رحمانہ انداز سے پیش آنا، بے توجہی، سخت تنقید اور بچوں کی شخصیت کی عدم توقیر۔ دیگر مثالوں میں بے جا ناموں سے پکارنا، مذاق اڑانا، عدم توقیر، حد سے زیادہ تنقید، نامناسب یا حد سے زیادہ مطالبات، حسب معمول طعنہ زنی۔[4]

2014ء میں اے پی اے کے یہ قول

- بچپن کا نفسیاتی استحصال اتنا ہی مضرت رساں ہے جتنا کہ جنسی یا جسمانی استحصال۔
- تقریباً تین ملین ریاستہائے متحدہ کے بچے کسی نہ کسی شکل کی (نفسیاتی) بد سلوکی سے ہر سال گزرتے ہیں۔[5]

2۔ تشدد جسمانی [Physically Torture]

پیشہ ور لوگوں اور عوام الناس میں اس بات پر کوئی عام اتفاق رائے نہیں ہے کہ کون سا رویہ کسی بچے کے لیے جسمانی استحصال کے دائرے میں آتا ہے۔ جسمانی تشدد اکثر ایک ہی بات نہیں ہوتی، یہ کئی ملحقہ رویے ہوتے ہیں۔ عالمی ادارۂ صحت کی تعریف یوں ہے: ''جسمانی طاقت کا کسی بچے پر استعمال جس سے بچے کی صحت، بقا، ترقی اور وقار کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس میں ہاتھ سے مارنا، گلا دبانا، جلانا، زہر دینا اور سانس رکوانا شامل ہیں۔ بچوں کے خلاف زیادہ تر تشدد گھر میں سزا کے طور کیا جاتا ہے''۔

اثرات [Effects]

جسمانی طور استحصال کا شکار بچے آگے چل کر شخصی مسائل کا شکار ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں جارحانہ رویے بھی جنم لیتے ہیں، جبکہ بالغ افراد میں منشیات کے استعمال کی طرف رجحان بڑھ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تناؤ کی علامات، جذباتی تناؤ اور خودکشی کی طرف رجحان بھی عام طور پر ان لوگوں کی خصوصیات میں شامل ہے۔

3۔ تشدد جنسی [Sexual Harassment/Molestation]

بچوں کا جنسی استحصال ایک قسم کا بچوں کا استحصال ہے، جس میں کسی بالغ یا اور بڑی عمر والا نوجوان ایک بچے کو جنسی لذت کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اس میں کسی بچے کو جنسی عمل کا حصہ بنایا جاتا ہے، جس کا مقصد جسمانی تسکین یا مالی فوائد ہو سکتے ہیں۔ اس کی مختلف شکلوں میں بچوں سے جنسی سرگرمیوں کی درخواست کرنا یا ان پر دباؤ ڈالنا (قطع نظر اس سے وہ لا حاصل کوشش کیوں نہ ہو)، بچوں کو فحاشی دکھانا، بچوں کی شرمگاہ کو جسمانی تعلق کے بغیر مشاہدہ کرنا یا کسی بچے کا بچوں کی فحاشی کی تیاری کے لیے استعمال کرنا۔ بچوں کی قحبہ گری کو بھی محض جسم فروشی سے کہیں زیادہ بچوں کے استحصال کا حصہ سمجھا جاسکتا ہے۔

اثرات[Effects]

جنسی استحصال کے شکار بچے ندامت، خود الزام تراشی، ماضی کی یاد، ڈراؤنے خواب، بے خوابی اور استحصال سے جڑی اشیا کے ڈر کا گہرا اثر رکھتے ہیں۔اس کے علاوہ خود اعتمادی کی مشکلات، جنسی عدم کارکردگی، دیرپا درد، خود کو زخمی کرنا، خودکشانہ رجحان، نیند کی شکایت، تجسس ودیگر دماغی بیماریاں شامل ہیں۔ کم سنی میں جنسی مظلومیت کئی خطرناک عوامل سے منسوب سمجھی گئی ہے جو ایچ آئی وی سے ہم کنار کر سکتے ہیں۔

بچوں کی ہراسگی کے اسباب[Causes of Child harassment]

1۔ناقص نظام تعلیم[Imperfect or Defective Education System]

نظام تعلیم کسی بھی ملک کی تعمیر و ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاق و کردار کو تشکیل دینے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے، بلکہ ایک اعلیٰ اور معیاری نظام تعلیم کا مقصد انسان کی صلاحیتوں کو تراش خراش کر اُسے قومی و بین الاقوامی سطح پر ملک و قوم کی نمائندگی کے لیے تیار کرنے کے ساتھ ساتھ ایک باکردار انسان تیار کرنا ہے۔بد قسمتی سے ہمارا نظام تعلیم دونوں لحاظ سے ناقص ہے۔ہمارے نظام تعلیم نے نوجوانوں کے ہاتھوں میں ڈگریاں تو تھما دی ہیں، لیکن اُنہیں فنی مہارت فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے، جبکہ اخلاقی تربیت اور کردار کی تشکیل تو کبھی ہمارا مطمع نظر ہی نہیں رہا۔ایسے میں جنسی بے راہ روی اور بچوں کی ہراسگی کے واقعات میں کیسے کمی آسکتی ہے۔

2۔جہالت اور عدم تربیت[Ignorance & lack of Fostering]

ہمارے معاشرے میں بچوں کی ہراسگی کے واقعات میں اضافے کا دوسرا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے والدین کی اکثریت کا غیر تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ تربیت کے فن سے بھی ناآشنا ہونا ہے۔ایسے والدین کی بھی کمی نہیں ہے جن کے پاس اعلیٰ تعلیمی اداروں کے تعلیمی اسناد تو موجود ہیں، لیکن بچوں کی تربیت کے حوالے سے اُن کا علم اور معلومات کافی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔والدین نے شرعی اور بین الاقوامی معیار کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی اولاد کی تربیت کے لیے عجیب و غریب پیمانے مقرر کیے ہیں، جس کے نتیجے میں نہ تو بچوں کی تربیت مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتی ہے، بلکہ اِنہی میں سے اکثر بچے جوان ہوتے ہی مختلف غیر اخلاقی جرائم اور وارداتوں میں ملوث پائے جاتے ہیں۔

3۔میڈیا پر غیر اخلاقی و غیر معیاری مواد کی تشہیر[Advertisement of Obscene stuff on Media]

میڈیا کسی بھی معاشرے کا انتہائی اہم عنصر شمار کیا جاتا ہے، بلکہ آج کے دور میں تو میڈیا ہمارے فیملی کا حصہ بن چکا ہے، جو بچوں اور نوجوانوں کی فکری تشکیل میں بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔میڈیا کسی بھی معاشرے کے اخلاقی اقدار کا لحاظ رکھنے کا پابند ہوتا ہے، لیکن ہماری میڈیا کی آزادی نے ہمارے بچوں اور نوجوان نسل کو مغربی اور بھارتی تہذیب میں دھکیل دیا ہے۔اس کے علاوہ بھی آئے روز غیر اخلاقی اور قابل اعتراض مواد نشر کیا جارہا ہے جو ہر طرح سے ہمارے معاشرے کے اخلاقی اقدار سے مخالف اور متضاد ہے۔ہمارے الیکٹرانک میڈیا پر مارننگ شوز کے نام پر انڈین اور مغربی تہذیب کے پروموشن کے ساتھ ساتھ ایسے پروگرامات نشر کرنا شروع کر دیئے ہیں جو ہمارے بچوں اور نوجوان نسل کی جنسی بے راہ روی اور ہیجان کا سبب ہیں۔ہمارے ہاں ایڈورٹائزنگ کمپنیوں پر بھی اسکے اثرات دیکھنے کو مل رہے ہیں جو انتہائی منفی سوچ اور فحاشی پر مبنی ہوتے ہیں جس میں مصنوعات کی تشہیر غیر اخلاقی اور غیر شرعی طریقوں سے کی جاتی ہے مغربی روایات کے مطابق

چلتے ہوئے ہم نے اگر Capitalism اور Free Market کے منفی رجحانات پر کنٹرول نہ کیا تو اس کے نقصانات کا اندازہ لگانا مشکل ہو جائیگا۔ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ میڈیا کے اس رجحان کو بروقت کنڑول کر لیا جائے ورنہ جس طرح سے ہماری اقدار کمزور ہو رہی ہیں تو وہ وقت دور نہیں کہ یہ قوم اپنی منفرد حیثیت شناخت اعلیٰ اقدار، تاریخ، مذہب اور نظریے کو ہی بھول جائے۔ اس طرح کی غیر اخلاقی تشہیرات پر نکیر کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ایسے لوگوں کے لیے سخت ترین عذاب کی نشاندہی کی گئی ہے جو لوگ مسلمانوں میں فحاشی پھیلانے کا سبب بنتے ہیں چنانچہ فرمایا: ''إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ''۔[6]، ''یقیناً وہ لوگ جو مومنوں (مسلمانوں) میں فحاشی پھیلانے کو پسند کرتے ہیں اُن کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

4۔ موبائل اور سوشل میڈیا [Mobile & Social Media]

موبائل اور سوشل میڈیا نے ایک طرف تو ہزاروں میل فاصلوں کو سمیٹ لیا ہے اور دنیا کو ایک گلوبل ولیج میں تبدیل کر دیا ہے، لیکن جہاں اس کے مثبت اثرات موجود ہیں وہاں اس کے بے شمار منفی اثرات بھی معاشرے میں پھیل رہے ہیں۔ جہاں سوشل میڈیا نے انسان کو ترقی کی منازل آسان بنادی ہیں وہیں انسان کی منفی سوچ انداز فکر اور سوشل میڈیا کے غلط استعمال کی وجہ سے معاشرہ تباہی کی طرف جا رہا ہے اور اس کا سبب خود انسان ہے جنسی جرائم میں اضافے کا سبب سوشل میڈیا پہ ڈالا جانے والا فحش مواد، فلمیں اور فحش لٹریچر اور موبائل فون سونے پہ سہاگہ کا کام دے رہا ہے اور لوگوں کو مزید آسانی ہو گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنسی جرائم بڑھ رہے ہیں۔

5۔ جنسی ہیجان کی بہتات [Arousing of Concupiscence]

ان تمام اسباب کے ہوتے ہوئے معاشرے کے افراد کیسے اپنی جنسی ہیجان کو کنڑول کر سکیں گے، نتیجتاً اپنی شہوانی تسکین کے لیے بچوں کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے اور ایسے واقعات میں دن بہ دن اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ جنسی ہیجان کے خطرے کو محسوس کرتے ہوئے اسلام نے اس پر قابو پانے کی بار بار تاکید فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ''وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ''[7]، ''(اور مومن وہ ہیں) جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں'' اور پھر حضور اکرمؐ نے عملی طور پر اس کو کنڑول کرنے کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا کہ: ''عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ:يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ،فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ،وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ،وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ؛ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ''۔[8]، ''اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہے، پس نکاح کرے، کیونکہ یہ نظر کو جھکانے والی اور شرمگاہوں کو پاک رکھنے والی ہے اور جو شخص نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا اُسے چاہیے کہ روزہ رکھے، یہ (روزہ) اُس کے لیے گناہ سے حفاظت کا ذریعہ ہے''۔

6۔ نفسیاتی و جنسی کیفیات پر اس دور کی غذا کے اثرات [Effects of Nutrition physically & Sexually]

ایک طرف معاشرتی بے راہ روی نے صورتحال کو بگاڑ دیا ہے تو دوسری طرف مصنوعی غذاؤں نے جلتی پر تیل کا کردار ادا کیا ہے۔ اس بات کا بآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ جن علاقوں میں کھانے کو قدرتی اشیائے خورد نوش (مثلاً تازہ سبزی وغیرہ) کا استعمال کیا جاتا ہے، اُن علاقوں کے افراد کی طبعیت انتہائی شائستہ، باوقار اور نفسیاتی طور پر ٹھنڈے مزاج کے حامل پائے گئے ہیں، لیکن چونکہ ہمارے معاشرے میں اکثریت فاسٹ فوڈ کا استعمال کرتی ہے جو طبعیتوں پر اثرات کے علاوہ نفسیاتی کیفیت پر بھی بُری طرح اثر انداز ہوتی ہے۔

واقعات ہراسگی اطفال کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سد باب

[Prevention of Child Harassment in the light of Islamic Teachings]

1۔سد باب بذریعہ تعلیم و تربیت[Prevention through Education and Nourishment]

معاشرے میں موجود اخلاقی برائیوں اور جرائم کو تعلیم و تربیت کے ذریعے مزید بڑھنے سے روکا جاسکتا ہے۔ تعلیم سے مراد اسلامی تعلیمات کا وہ مجموعہ ہے جو جنسی بے راہ روی کے روک تھام اور سفلی جذبات کو عملی شکل دینے سے روکتا ہے۔ یہی وہ واحد راستہ ہے جو کسی بھی شخص کے باطن میں انقلاب برپا کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ فحاشی کی روک تھام سے ہی قومیں ترقی کرتی ہیں اور جس قوم میں فحاشی پھیل جائے وہ قوم زبوں حالی کا شکار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کی مسلسل فتوحات کو دیکھ کر روم کے ماہرین نے صحابہ کرامؓ پر اپنے تبصروں کے دوران اُن کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے کہ اُن میں فحاشی نام کی کوئی چیز ہی نہ تھی۔ چنانچہ وہی معاشرہ دوبارہ پیدا کرنے کے لیے تعلیم ہی کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں اسلامی تعلیمات وعظ و نصیحت کے علاوہ انتظامی اور قانونی اقدامات کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے، لیکن چونکہ قانونی چارہ جوئی کے ذریعے برائی کا راستہ تو روکا جاسکتا ہے، لیکن برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ نہیں پھینکا جاسکتا، یہ تبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ برائی کرنے والا برائی کو اپنی دنیا و آخرت کے لیے تاوان و خسران سمجھے اور اُس سے مکمل طور پر اجتناب کرے۔ اس لیے اسلامی تعلیمات ابتداً انسان کے باطن کو سنوارنے کا کام کرتی ہے، اس کے بعد بھی اگر کوئی جرائم کے راستے پر چل نکلتا ہے تو چونکہ چندے معدودے افراد کی وجہ سے معاشرے کے امن کو خطرہ اور بے حیائی کے پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو اُس کے لیے اسلامی تعلیمات نے مختلف حدود و تعزیرات کو مقرر کر کے برائی کا سد باب کیا ہے۔ ایک طرف قرآن اصلاحی پہلو اختیار کر کے بچوں کے بارے میں بھائی تک کا درجہ دیتا ہے چنانچہ فرمایا:

"ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ"[9]۔

"ان بچوں کو اپنے باپوں کے نام سے پکارو کہ یہ اللہ کے ہاں انصاف کی بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کے نام نہیں جانتے تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہیں"۔

ظاہر ہے اس آیت کریمہ کے ہمہ جہت مطالب میں سے ایک مطلب یہ بھی ہے کہ یہ بچے تمہارے بھائی ہیں جیسا سلوک اپنے چھوٹے بھائی سے رکھنا ہوتا ہے ویسے عام بچوں سے بھی رکھنا چاہیے، جبکہ دوسری طرف قرآن اندازِ بیان سے ایسے لوگوں کو ڈراتا ہے جو اس قسم کے واہیات کا شکار ہیں۔

2۔سد باب بذریعہ اسکول، مسجد اور گھر[Prevention through Institute, Masjid & home]

تعلیم و تربیت کا یہ مقدس اور پیغمبرانہ فریضہ مساجد، مدارس کے ساتھ ساتھ سکولوں اور گھروں میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ گھروں میں والدین اپنے بچوں کی تربیت کے ذریعے ایک طرف اپنی اولاد کو دیگر افراد کے ہاتھوں پامال ہونے سے بچا سکتے ہیں، جبکہ دوسری طرف یہ بچہ مستقبل میں خود معاشرے کا ایک اہم رکن اور ذمہ دار شہری کی حیثیت رکھتا ہے۔ یوں گھر میں ایک بچے کی تربیت معاشرے کے افراد کی تربیت ہے۔ یہی ذمہ دار شہری آگے جا کر سینکڑوں بلکہ ہزاروں لاکھوں افراد کو راہ راست پر لانے کا سبب بن سکتا ہے اور جہاں تک عصری تعلیمی اداروں اور مساجد کا تعلق ہے تو عصری تعلیمی اداروں میں ایک طرف تو ایسے اساتذہ کو تعینات کیا جانا چاہیے جو

اپنے مضمون میں مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ ساتھ بچوں کی نفسیات کو بھی خوب جانتے ہوں، کیونکہ تخریبی ذہنیت کے حامل افراد پیدائشی طور پر ایسے نہیں ہوتے، بلکہ بچپن میں مختلف غیر اخلاقی سرگرمیاں اور ارد گرد کا ماحول اُن کی ذہنی تشکیل کرتا ہے، یوں اگر اساتذہ بچوں کی نفسیات کا علم رکھتے ہوں گے، تو بچپن سے تخریبی ذہن میں ابھرنے والے عناصر اور محرکات کی اصلاح کی جاسکتی ہے، اسی طرح مساجد و مدارس میں بھی بچوں کو ابتدائی تعلیم دلوانے کے لیے ایسے اساتذہ تعینات کیے جانے چاہیے جو خود باطنی طور پر عمدہ اور اعلیٰ معیار پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ کسی مربی سے تربیت شدہ ہوں، تاکہ بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اور معیاری اخلاقی تربیت بھی کی جائے، کیونکہ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے: ”عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ“: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قَالَ: ”مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نُحْلٍ أفضل من أدب حسن۔[10] ایک باپ اپنی اولاد کو جو بہتر سے بہترین تحفہ دے سکتا ہے وہ اچھی تربیت ہے۔ یہی اصول اپناتے ہوئے سکول میں استاد، مسجد میں عالم دین اور گھر میں سربراہ کو چاہیے کہ اپنا یہ فرض اچھے طریقے سے سرانجام دے۔ جب تک ان تمام اداروں میں اس حوالے سے مندرجہ بالا اقدامات کو سرانجام نہیں دیا جائے گا، اس طرح کے واقعات میں مزید اضافہ ہونے کا امکان واضح اور نمایاں ہے۔

3۔ سدباب بذریعہ قانون سازی، انتظامیہ وعدالتی کارروائی

[Prevention through Legislation, & Operations of the Administration & Courts of Justice]

بچوں پر دست درازی ثابت ہونے کی صورت میں قانونی چارہ جوئی از حد ضروری ہے۔ خاموشی اختیار کرنا دراصل مجرم کی پشت پناہی کے مترادف ہے۔ ہمارے معاشرے میں جرم اور مجرم کا خوف اور اس سے بھی بڑھ کے بدنامی کا خوف ایسا محرک ہے جو والدین کو زبان بندی پر مجبور کرتا ہے۔ بعض اوقات اس جرم کے قانونی پہلوؤں سے ناواقفیت بھی خاموشی کا سبب بنتی ہے اسی طرح قانون نافذ کرنے والے اداروں کا حوصلہ شکن رویہ بھی رکاوٹ بنتا ہے۔ بچوں کے تحفظ کے مناسب قوانین نہ ہونے کے باعث بھی ایسے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے، لہٰذا ایسے ملزمان کے لیے سخت سے سخت قوانین بنانے اور پھر اُن قوانین پر عمل سو فیصد عمل درامد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں اگر شرعی حدود کو خاطر میں لایا جائے تو اس بات کی ضمانت دی جاسکتی ہے کہ جرائم میں ناقابل یقین حد تک کمی آسکتی ہے، بلکہ مبالغہ نہ ہوگا اگر یوں کہا جائے کہ جرائم اپنی موت آپ مر جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ قانونی چارہ جوئی، انتظامی وعدالتی کارروائی کو بھی آسان بنادینا ضروری ہے، تاکہ ایک عام انسان بآسانی انصاف کا دروازہ کھٹکھٹا سکے اور اپنی شکایات درج کر سکے، کیونکہ اسلامی شریعت کو یہ خوبی حاصل ہے کہ وہ دنیاوی واخروی ہر دو طریقوں سے انسان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتا ہے، چنانچہ ”لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“[11] اُن کے لیے دنیا و آخرت کا عذاب ہے سے اسی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں حکومت وقت ایسے لوگوں کے لیے ایک مضبوط تعزیزی قانون مرتب کرے اور آخرت میں تو اللہ کے ہاں پیش ہونا ہے پھر إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ“۔[12]، یقیناً اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

مذکورہ بالا اسلامی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں بچوں کی ہراسگی کے اسباب و واقعات کا تدارک کیا جاسکتا ہے لہٰذا موجودہ دور میں ان تعلیمات وہدایات کو عملی طور پر اپنانا چاہیے۔

حواشی وحوالہ جات

1-Child abuse & neglect by parents & other caregivers, WHO, 4 March 2016

2-The Essential Companion of the Diagnostic and Statistical Manual of Mental Disorder 5th Edition

3-The APSAC handbook on child maltreatment, SAGE publication inc- ISPN # 978-1-4129-6681-8

4-The APSAC handbook on child maltreatment, SAGE publication inc- ISPN # 978-1-4129-6681-8

5-Childhood psychological abuse as harmful as sexual or physical, The American Psychological Association, 8 October 2015

6۔ سورۃ نور آیت 19۔

7۔ سورۃ المومنون آیت 5۔

8۔ متفق علیہ، **مشکوۃ**، کتاب انکاح۔

9۔ سورۃ الاحزاب آیت 5۔

10۔ **رواہ الترمذی**۔

11۔ سورۃ نور آیت 19۔

12۔ سورۃ ھود آیت 102۔